إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

ٹیلیفون نمبر ۹

شرح چندہ پیشگی
سالانہ [illegible]
ششماہی ۸
سہ ماہی ۱۲
بیرون ہند سالانہ ۱۸

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

خطبہ نمبر ۳۶

روزنامہ

الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ | یوم شنبہ | مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

وہ امانتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمارے سپرد کی گئیں

تحریکِ جدید کے پہلے دور میں ہم نے کیا کر کے دکھایا۔ اور دوسرے میں کیا دکھانا چاہیئے

181

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے گزشتہ جمعہ میں اس امر کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ رمضان اپنے اندر خاص برکات رکھتا ہے۔ اور ان برکات سے فائدہ حاصل کرنا مومن کا کام ہے۔ اور میں نے بتایا تھا۔ کہ رمضان بہت سے ایسے فوائد اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو ہمیں ان اغراض کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جن کی طرف تحریکِ جدید جماعت کو متوجہ کرتی ہے۔ اور کہ معنوی طور پر تحریکِ جدید رمضان کے ساتھ ایک تعلق رکھتی ہے۔ وہ مشقت اور قربانی کی روح۔ اور وہ استقلال اور خدا تعالیٰ کے قرب کی جستجو جو رمضان سے وابستہ ہے۔ وہی

تحریکِ جدید کا مقصود

ہے۔

پس جب اس تحریک کا بھی جو شروع کی گئی ہے۔ مقصد واحد اسلام کا قیام اور احمدیت کی مضبوطی۔ اور اشاعت ہے۔ تو اس کے لئے جماعت جتنی بھی جدوجہد کرے۔ تھوڑی ہے۔ ہمارا پہلے دور کو کامیاب بنانا ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ کوئی عمارت تیار کرنا چاہے۔ اور اس جگہ کوئی کھنڈر ہو۔ تو اس کا پہلا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ اسے صاف کرے۔ وہ اینٹیں یا ملبہ جو وہاں پڑا ہوا ہو۔ اسے وہاں سے ہٹا دے۔ یا وہ **بوسیدہ۔ خراب اور کمزور دیواریں** جو وہاں کھڑی ہوں۔ ان کو توڑ کر گرا دے۔ تا نئی عمارت کے لئے جگہ صاف ہو سکے۔

تحریکِ جدید کے پہلے دور کی غرض

یہ تھی۔ کہ دشمنانِ احمدیت کے اس حملہ کو توڑا جائے۔ جو انہوں نے احمدیت کو تباہ کرنے کی نیت سے کیا تھا۔ مگر صرف میدان کو صاف کر لینا کوئی بڑی چیز نہیں جب میدان صاف ہو جائے۔ تو اصل غرض اس پر عمارت کا قیام ہوتا ہے۔ سو اگر ہم صرف پرانی عمارت کو صاف کر کے اس کی جگہ نئی کے قیام سے غافل رہتے ہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھنڈر کو صاف کرنا کوئی بڑا کام نہیں بلکہ بعض اوقات نقصان دہ ہوتا ہے اس لئے کہ کھنڈر بھی اپنے اندر سامان عبرت رکھتے ہیں۔ ایک نئے نظام کے بغیر

پرانے عبرت کے سامان

کو اگر ہم مٹا دیں۔ تو یہ کوئی بُری بات نہیں۔ لیکن اگر کوئی نیا نظام تو قائم نہ کریں۔ اور پرانے عبرت کے سامان کو مٹا دیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ہم نے دنیا کو ہدایت کے ایک رستہ سے خواہ وہ کتنا ہی مخفی کیوں نہ ہو محروم کر دیا۔ غرض خالی کھنڈر کو مٹا دینا کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔

پس آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو گزشتہ خطبہ کے سلسلہ میں ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد

عظیم الشان امانت

کی ہے۔ ایسی عظیم الشان کہ جو بہت ہی کم لوگوں کو دی گئی ہے۔ وہ امانت صرف یہ نہیں۔ کہ ہم اپنے آپ کو احمدی کہہ لیتے ہیں۔ یا وفات مسیح علیہ السلام وغیرہ چند عقائد کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کھنڈروں کو گرانا۔ حیات مسیح کا عقیدہ دراصل ایک کھنڈر تھا۔ جو اسلامی زمین پر موجود تھا۔ اور وفات مسیح کو تسلیم کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہم نے اس کھنڈر کو ہٹا دیا۔ کسی کھنڈر کو اگر ہٹا دیا جائے۔ تو اس کی یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ وہاں نئی عمارت بنائی جائے۔ اور اگر یہ غرض ہماری نظر کے سامنے نہیں۔ یا ہم نے اسے پورا نہیں کیا۔ تو ملبہ یا اینٹوں یا مٹی کے ڈھیر کو ہٹا دینے سے کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں وہ نیا نظام قائم نہیں ہوتا۔ جس کے رستہ میں حیات مسیح روک ہے۔ تو اس کو ہٹانے پر اتنی طاقت۔ اور قوت صرف کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ خرابی کوئی نئی نہیں۔ سوائے صحابہ کی وفات کے بعد۔

کیونکہ ان کی زندگی میں کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کا کوئی امکان نہ تھا۔ لیکن ان کی وفات کے معاً بعد بلکہ ابھی بعض ان میں سے زندہ ہی تھے یعنے پہلی صدی میں ہی مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہونے لگا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ دوسری صدی میں یہ خیال اور قوی ہو گیا۔ اور تیسری میں قوی تر پہلی اور دوسری صدی میں ہمیں ایسے علماء نظر آتے ہیں۔ جو بالوضاحت اور بالبداہت اس عقیدہ کے خلاف اعلان کرتے ہیں۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ ایسے لوگ کم ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ آخری زمانہ یعنے پانچویں اور چھٹی صدی سے یہ مسلمانوں کے اندر ایسے طور پر قائم ہو گیا۔ کہ گویا

اسلام کا جزو

ہے۔ کیا مصر اور کیا سپین۔ کیا مراکش اور کیا الجزائر۔ کیا شام اور کیا اناطولیہ اور کیا فلسطین۔ عرب۔ عراق۔ ایران بخارا۔ افغانستان۔ ہندوستان۔ فلپائن سماٹرا اور جاوا میں کوئی اسلامی ملک ایسا نظر نہیں آتا۔ جس میں یہ مسئلہ پورے طور پر قائم نہ ہو۔ دنیا کا ہر مسلمان اس میں مبتلا دکھائی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ یہ

بڑا اہم مسئلہ

ہے۔ اور شرک تھا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جو شرک چھ سو سال تک اسلامی دنیا پر اس طرح چھایا رہا۔ جس نے پہلی ہی صدی میں اپنی شکل دکھانی شروع کی۔ اور برابر زور پکڑتا گیا۔ اللہ تعالےٰ کیوں اس کے مٹانے سے غافل رہا۔ کیوں نہ اسے دور کیا گیا۔ اور کیوں اس کی اہمیت کو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مونہہ سے ہی ظاہر کرایا۔ اور کیوں وہ دلائل جن سے

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات

ثابت ہوتی ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر فرمائے۔ ذرا سی عقل اور سمجھ رکھنے والا آدمی بھی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں اس مسئلہ پر بحث کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کیونکہ اس کھنڈر کے گرانے کے بعد نئی عمارت بنانے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ جو

اصل مقصود

وابستہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس امت میں پیدا ہونے والے مسیح کے لئے رستہ صاف کیا جائے۔ اور چونکہ اس کا موقعہ نہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اتنی بڑی غلطی کو چھوڑ دیا۔ اور اس کا علاج اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ بلکہ انسانوں کے دماغ پر اسے چھوڑ دیا۔ کہ خود سوچیں۔ قرآن کریم میں ایسی آیات جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ موجود تھیں۔ اسی طرح ایسی احادیث بھی موجود تھیں۔ جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی تھی۔ وہ آثارِ صحابہ موجود تھے۔ جن سے حیات مسیح کا مسئلہ باطل ہوتا تھا۔ اسی طرح عقل جو اس کو رد کرتی ہے۔ وہ بھی انسانی دماغوں میں موجود تھی۔ اور اگر انسان چاہتا تو اس کا رد کر سکتا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں خود اس کا رد نہیں کیا۔ اس نے کہا۔ کہ ہم نے قرآن کریم میں اس مسئلہ کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ آیات قرآنیہ پر غور کرو۔ اپنے رسول سے اس کی حقیقت کو ظاہر کرا دیا ہے۔ اس کی

احادیث کو دیکھ لو

ہمارے نبی کے صحابہ بالخصوص خلیفہ اول رضؓ نے اسے حل کر دیا ہوا ہے۔ ان کے واقعات کو پڑھ لو۔ پھر تمہارے دماغوں میں عقل موجود ہے۔ اس سے مدد لو۔ لیکن اگر تم نہ عقل سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور نہ صحابہ کے طریق اور آثار سے نہ حدیث نبوی سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور نہ قرآن کریم سے۔ تو ہم بھی چپ ہیں۔ مگر وہی مسئلہ جس پر اللہ تعالےٰ

تیرہ سو سال تک چپ رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس پر اتنا زور دیا گیا۔ کہ گویا سب سے اہم مسئلہ یہی ہے۔ یہ خرابی موجود تو تھی۔ تیرہ سو سال سے مگر اس کی جڑ اکھیڑنے کے لئے کوئی انتظام اللہ تعالےٰ نے نہیں کیا۔ قرآن کی جو آیات پکار پکار کر آج وفات مسیح کا اعلان کر رہی ہیں وہ پہلے بھی موجود تھیں۔ لیکن بالکل خاموش تھیں۔ اب سامنے آکر دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہیں۔ اور کہہ رہی ہیں کہ ہماری موجودگی میں تم کس طرح

حیات مسیح کا عقیدہ

رکھتے ہو۔ اسی طرح وہ احادیث بھی جو وفات مسیح پر شاہد ناطق ہیں۔ تیرہ سو سال سے موجود تھیں لیکن خاموش تھیں آج کس طرح حقیقت حال کو ظاہر کر رہی ہیں۔ صحابہ کرام کا اجماع پچھلے سے ایک گوشہ میں پڑا تھا۔ اور اس غلط عقیدہ کو رد کرنے میں کوئی حصہ نہ لے رہا تھا۔ مگر آج چلا چلا کر ہمیں اپنی طرف متوجہ کر رہا اور کہہ رہا ہے۔ کہ میں نبی کے ان صحابہ کا فیصلہ ہوں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ہدایت کو قائم کیا۔ تم میری طرف کیوں نہیں دیکھتے وہ عقل جو پہلے بھی ہر انسان میں موجود تھی خاموش تھی مگر آج اس خیال کو دھکے دیتی اور اس پر قہقہے لگا رہی ہے۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو ایسی بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر یہ نظارہ ہمیں

تیرہ سو سال کے بعد آج

نظر آتا ہے۔ پہلے نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آج خدا تعالےٰ نے ایک نئی عمارت بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ جو عمارت بن نہیں سکتی تھی۔ جب تک اس کھنڈر کو صاف نہ کیا جاتا۔ پس اس نے حکم دیا کہ اس ملبہ کو اٹھاؤ۔ تا نئی عمارت تیار ہو سکے۔ مرض ضرر اور نقصان پہلے بھی موجود تھا۔ مگر تیرہ سو سال تک آسمان سے اس کا علاج نہ کیا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے اسے دور کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔ جس کی وجہ یہی ہے۔ کہ کوئی نئی عمارت وہاں بنانے کا موقعہ نہ تھا۔ مگر جب نئی عمارت بنانے کا اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا۔ تو اس نے فوراً اپنے کھنڈر کو مٹا دیا۔ اور اس کی شناعت کو پورے زور کے ساتھ اور کھلے الفاظ میں بیان کیا:۔

غرض حیاتِ مسیح کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مگر اس کی حیثیت ایک کھنڈر سے زائد نہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر اس ملبہ کو ہٹا کر ہم خاموش ہو جائیں۔ اور اس جگہ پر نئی عمارت نہ بنائیں۔ تو اللہ تعالےٰ پر یہ الزام آتا ہے۔ کہ اس نے صرف ملبہ کو ہی ہٹانا تھا۔ تو پھر تیرہ سو سال میں کیوں نہ ہٹایا۔ اللہ تعالےٰ کے اتنا عرصہ خاموش رہنے میں ایک ہی حکمت تھی۔ کہ اس جگہ پر

نئی عمارت کی تعمیر کا وقت

ابھی نہ آیا تھا۔ لیکن اب اگر ہم اس نئی عمارت کی تعمیر کو نظر انداز کر دیں۔ تو اللہ تعالےٰ پر ضرور یہ الزام آئے گا۔ کہ وہ اتنا عرصہ کیوں خاموش رہا:۔

پس نئی عمارت کا بنایا جانا زیادہ اہم ہے۔ اور وُہی دراصل مقصود ہے۔ وفاتِ مسیح کا مسئلہ گو اہم ہے۔ مگر یہ ضمنی ہے۔ یہ ہمارے رستہ میں آگیا۔ اس لئے اسے حل کر لیا گیا۔ ورنہ شاید اتنی توجہ اس کی طرف نہ کی جاتی۔ اصل مسائل اور ہیں۔ اور وہی امانتیں ہیں۔ جو ہمارے سپرد کی گئی ہیں:۔

ان مسائل میں سے ایک تو

فہمِ قرآن

ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دُنیا میں قائم کیا۔ اور وہ قرآن کریم جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ وُہ قرآن جو ہدایتوں اور نشانات کا مجموعہ ہے۔ جو جھوٹ اور سچ میں فرق اور امتیاز کر دینے والا ہے۔ جو نور اور تاریکی میں فرق کر دینے کا واحد ذریعہ ہے۔ وہ جو خدا تعالےٰ تک انسان کو پہونچاتا ہے۔ اس کا علم اور فہم مٹ گیا تھا۔ مسلمان اسے بھلا چکے تھے۔ اس کا کچھ درجہ تو احادیث کو دے دیا گیا تھا۔ ان احادیث کو جو اگر سچی ہوں۔ تو بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ہیں۔ مگر موجودہ وقت میں ان میں وضعی بھی ہیں۔ ان میں انسانی خیالات کا اثر بھی ہے ایک بات کو دس آدمی سنتے۔ اور نوٹ کرتے ہیں۔ مگر سب میں کچھ نہ کچھ اختلاف ہو جاتا ہے۔ نوٹ کرتے وقت انسان پوری احتیاط کے باوجود بھی غلطی کر جاتا ہے راوی خواہ کتنے سچے ہوں۔ لیکن اگر بات سُنتے سنتے کسی کا خیال کسی اور طرف چلا جائے۔ اور کوئی حصہ رہ جائے۔ تو غلطی کا ہو جانا بعید نہیں۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ بعض راوی بات کو سمجھ ہی نہ سکے ہوں۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ سننے والے آگے جن سے بیان کریں۔ وُہ اچھی طرح سمجھ نہ سکے ہوں۔ یا کسی وقت ان کا دماغ کسی اور طرف متوجہ ہو جائے۔ اور یہی سلسلہ پانچ سات آدمیوں تک چلتا جائے۔ تو اس کے نتیجہ میں جو بات بن جائے گی۔ اس میں غلطی کا کس قدر امکان ہوگا۔ اور مفہوم کس قدر بدل جائے گا۔ پس احادیث خواہ وضعی نہ ہوں سچی ہی ہوں پھر بھی ان میں کئی وجوہ سے غلطیوں کا امکان ہے اور وہ اس طرح ہدایت کا موجب نہیں ہو سکتیں جس طرح قرآن جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شوشہ محفوظ ہے مگر قرآن کریم کی کچھ جگہ تو ان احادیث کو دے دی گئی۔ کچھ اپنے فلسفہ کو کچھ اپنے رسوم و رواجات کو اور کچھ اپنی

ہوا اور خواہشات

کو۔ حتےٰ کہ قرآن کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہ رہی۔ اور وُہ اڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اسی واقعہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں قرآن کریم کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے لَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔ یعنی قرآن باقی نہیں رہے گا۔ صرف اس کے الفاظ رہ جائیں گے۔ اور لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ۔ اسلام باقی نہیں رہے گا۔ صرف اس کا نام رہ جائے گا قرآن کریم کی صرف سیاہی باقی رہ جائے گی۔ گویا وہ بالکل ایک مردہ جسم ہوگا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مُردہ جسم کسی کام کا نہیں ہو سکتا۔ کسی شخص کے ماں باپ مر جائیں۔ تو کیا وہ اس بات پر خوش ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا جسم اس کے پاس ہے۔ جب تک وہ بات نہ کریں۔ مشورہ نہ دیں۔ اگر وہ مذہبی خیالات رکھتے ہیں۔ تو اس کے لئے دُعائیں نہ کریں۔ اور اگر دنیوی خیالات کے ہیں۔ تو اس کی دُنیوی ترقی کے لئے کوئی سعی۔ اور کوشش نہ کریں

اسی طرح جب

قرآن کریم کی رُوح

باقی نہ رہی۔ تو وُہ جسم بے جان تھا جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس میں پھر روح قائم کی۔ اور قرآن کریم کا وہ علم بخشا۔ جس کی مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ آج جو فہم قرآن کریم کا ہمیں حاصل ہے۔ اس کے مقابلہ میں پہلی تمام تفاسیر ہیچ ہیں۔ جو علوم خدا تعالےٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔ ان کو پڑھنے والے پرانی تفاسیر کو بغدادی قاعدہ سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ ابھی جو مبلغ ہمارے باہر سے آئے ہیں۔ ان میں سے عزیزم ناصر احمد سلمہ اللہ تعالےٰ نے بیان کیا ہے۔ کہ مصر میں جو لوگ احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ان پر صرف یہ اثر ہے۔ کہ قرآن کریم کی جو تفسیر ہماری طرف سے شائع ہوتی ہے۔ اس سے وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ

قرآن کریم واقعی ایک زندہ کتاب ہے

پہلے جو لوگ عیسائیت۔ یا دہریت کی طرف مائل تھے۔ وُہ جب ہماری پیش کردہ تفسیر دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں۔ کہ اوہو یہ تو بہت بڑا خزانہ ہے اس لئے وُہ واپس اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ ان پر نہ وفاتِ مسیح کے دلائل کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ اور نہ ختم نبوت کا۔ بلکہ صرف ہماری تفسیر کا جب وُہ اسے دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ اب ہمیں معلوم ہوا۔ کہ قرآن کریم واقعی ایک زندہ کتاب ہے ہم بے وقوفی سے اسے چھوڑ رہے تھے۔ تو جو فہم قرآن کریم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے دیا اور اصولی طور پر آپ نے ہمیں جس کی تعلیم دی۔ ہے۔ وہ اتنا بڑا خزانہ ہے کہ موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ درمیان کے تیرہ سو سال کے تمام علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں:۔

182

پھر دوسری چیز

حقیقتِ احکامِ اسلام

ہے۔ اس سے بھی مسلمان غافل تھے۔ صحابہ کرام کے معاً بعد مسلمانوں نے اسلام کے احکام کی حقیقت سمجھنے سے غفلت برتنی شروع کر دی تھی۔ صرف انہیں احکام قرار دے کر ان پر عمل ہونے لگا۔ نماز کو ایک حکم سمجھ کر نماز ادا کی جاتی تھی۔ اور روزہ کو ایک حکم سمجھ کر روزہ رکھا جاتا تھا۔ مگر یہ بات کہ ان احکام کی حکمت کیا ہے۔ اس طرف سے توجہ بالکل ہٹ گئی تھی۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ احکام اسلام پر عمل کی رغبت نہ رہی۔ یہاں تک کہ چوتھی صدی میں

امام غزالی

نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور احکام کی حکمتیں بتا کر ان کی طرف رغبت دلانے کی کوشش کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے لٹریچر کے نتیجہ میں کچھ توجہ اس طرف ہوئی۔ اور اس نے مسلمانوں کو کچھ فائدہ بخشا۔ مگر پھر نیند کا غلبہ ہوا اور احکام اسلام کے صرف لفظ رہ گئے۔ اور روح مٹ گئی۔ حتےٰ کہ

ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی

کا زمانہ آیا۔ انہوں نے بعض کتابیں لکھیں۔ جن میں احکام اسلام کی حکمت بیان کی۔ مگر ان کا دائرہ اثر بالکل محدود تھا۔ اور صرف چند لوگ ہندوستان میں ایسے تھے جن پر ان کا اثر ہوا اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ شخص قریب میں آنے والا تھا۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اس حکمت کو ظاہر کرنا تھا۔ جب سورج چڑھنے والا ہو تو صبح کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرف نظر نہیں اٹھا کرتی۔ پس مسلمان غافل ہی رہے حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آگیا۔ اور آپ نے

اسلام کے احکام کی حکمت

ایسے رنگ میں بیان کی۔ کہ ہر ایک شخص کی سمجھ میں آگئی۔ کہ یہ احکام ہمارے ہی نفع کے لئے ہیں۔ اور دنیا پر یہ حقیقت ظاہر ہوگئی۔ کہ دنیا کی نجات ان قوانین میں نہیں۔ جو نئے نئے بنائے ہیں۔ بلکہ قرآن کی طرف جانے میں ہی ہے۔ آپ نے اسلام کے وہ احکام جن کے متعلق مسلمان بھی معذرتیں پیش کرتے اور کہتے تھے کہ یہ خاص اوقات کے لئے ہیں۔ نہایت جرأت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے۔ کہ یورپ میں زلزلے آنے لگے۔ اور بڑے بڑے فلاسفر اس طرف واپس آنے پر مجبور ہوگئے۔ اور وہ سمجھنے لگے۔ کہ نئے مسائل ان کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

شراب اور سود میں حد بندیاں

ہونے لگیں۔ طلاق کے مسئلہ میں آزادی ہوئی۔ اور کثرت ازدواج میں جو سختی سے کام لیا جا رہا تھا اس میں نرمی کی تحریک یورپ کے لوگوں میں شروع ہوگئی۔ عریانی کے معاملہ میں بھی آزادی کی بڑھتی ہوئی رو میں کمی آنے لگی۔ ان مسائل میں

اسلام کی تعلیم

کو پہلے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اسے اولڈ فیشن اور پرانے زمانہ کی تعلیم کہا جاتا تھا۔ مگر اس کے بعد یورپ میں بھی جو زلزلے آئے۔ اور جو حرکتیں ہوئیں۔ انہوں نے نئے قوانین کی عمارتوں کو گرا کر لوگوں کو پھر اس تعلیم کی طرف آنے پر مجبور کیا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پرانی تعلیم بتا کر پیش کیا تھا۔ طلاق کے بارہ میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ یورپ میں ایک زبردست جماعت پیدا ہو رہی ہے۔ جو یہ کہہ رہی ہے۔ کہ کثرت ازدواج میں آزادی ہونی چاہیئے۔ سود کے بارہ میں حد بندیوں کی حامی بھی زبردست جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جن میں سے ہٹلر اور جرمنی کے یونیورسٹیوں کے پروفیسر پیش پیش ہیں۔ چند سال ہوئے برلن کی یونیورسٹیوں کے بعض پروفیسروں نے اپنی چھٹیاں اس لئے وقف کی تھیں۔ کہ لوگوں کو جاکر

سود کی برائیوں سے آگاہ

کریں گے۔ پہلے کون کہہ سکتا تھا۔ کہ یورپ جو ان بیماریوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ان کے علاج کیطرف متوجہ ہوگا۔ یہ تغیرات آج سب لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ جو مجھے آتے ہیں۔ بے شک یورپ ابھی شراب کو چھوڑ نہیں سکا۔ طلاق میں بھی اسلامی تعلیم کو قائم نہیں کر سکا۔ اور یہی حال دوسرے مسائل کا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کا مزاج کس طرف مائل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ ع

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

اور اصل چیز یہی ہے۔ کہ

یورپ کا مزاج

اس طرف آرہا ہے۔ اور جب اس طرف میلان ہو رہا ہے۔ تو ایک نہ ایک دن ان احکام پر عمل بھی ہو کر رہے گا۔ تمام قوم کو ایک ہی دن میں کسی بات پر قائم نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری جماعت جو خدا تعالےٰ کو مانتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ کا نبی یقین کرتی ہے۔ وہ کونسی ہر بات پر پوری طرح فوراً عمل کرتی ہے بیشک بعض لوگ ایسے ہیں جو ہر اس بات پر جو پیش کی جاتی ہے فوراً عمل شروع کر دیتے ہیں۔ مگر کئی ایسے ہیں جن کو ہموار کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح کوئی کیل موٹا ہو تو اسے رگڑ رگڑ کر ٹھیک کرنا پڑتا ہے۔ پھر

یورپ کے لوگ

جن کی گھٹی میں یہ چیزیں داخل ہیں۔ ان کو ایک دن میں کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر یہ سب باتیں احمدیت میں ہی مل سکتی ہیں۔ اگر یہ مٹ جائے تو قرآن بھی ساتھ ہی مٹ جاتا ہے اگر یہ مٹ جائے۔ تو اسلام کے احکام کی حکمت بھی ساتھ ہی مٹ جاتی ہے۔ پھر جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنی تمام طاقتوں کو لگا دیا ہے۔ اس کے سوا کوئی جماعت ایسی نہیں۔ جو

خدا تعالےٰ کے لئے کوئی کام

کرتی ہو۔ مصر۔ فلسطین۔ عرب۔ افغانستان ترکی۔ اور خود ہندوستان میں نئی نئی ترقیات ہو رہی ہیں۔ مگر ان کا محور کہیں بھی خدا تعالےٰ کی ذات نہیں سب تحریکات وطنی اور قومی ہیں اور خدا تعالےٰ کا خانہ سب جگہ خالی ہے۔ اگر کوئی جماعت دعوے کے لحاظ سے بھی ایسی ہے۔ تو وہ

صرف ایک احمدیہ جماعت

ہے۔ یہ کوئی سوچنے والی بات نہیں اس میں کسی غور اور فکر کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں کوئی اور جماعت ایسی پیش کرو۔ جو خدا تعالےٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے کام کر رہی ہو یقیناً ایسا نہ کر سکو گے۔ مصری۔ ترکی۔ عربی اور ہندوستان کی سب مذہبی اور سیاسی تحریکات میں سے کوئی ایسی نہیں جس کی یہ غرض ہو۔ ہندوستان کی "جمعیۃ العلماء" بھی آج یہی کہہ رہی ہے۔ کہ کانگرس کے ساتھ شامل ہوئے بغیر اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس اسلام کو زندہ رہنے کے لئے

کانگرس کی مدد

درکار ہے۔ اس کی حقیقت کو ہر انسان خود سمجھ سکتا ہے۔ غرضیکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں نہ چھوٹی نہ بڑی جو خدا تعالےٰ کے لئے کام کرتی ہو۔ صرف یہی ایک جماعت احمدیہ ہے۔ جو محبت الٰہی کے محور کے گرد گھومتی ہے اور جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگوں کو کھینچ کر خدا تعالےٰ کے پاس لایا جائے۔ دنیا میں لوگ مال کی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ اور جذبات کی بھی۔ مگر ان میں سے کوئی بھی خدا تعالےٰ کے لئے نہیں ہوتی۔ سب ذاتی یا خاندانی یا قومی اغراض کے ماتحت ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ کے لئے کوئی نہیں ہوتی۔ اسی طرح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور درجہ کی صحیح شناخت

بھی احمدیت سے باہر نظر نہیں آتی۔ مونہہ سے کہنا۔ کہ ہم آپ کے عاشق ہیں۔ اور بات ہے۔ لیکن ان لوگوں کی تقریروں کو اگر سنو۔ تو اگر وہ ہمارے دلائل کی خوشہ چینی نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل نہیں کرتے۔ تو ان میں سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا کہ

آپ کملی والے ہیں

آپ کی زلفیں ایسی تھیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ کیا آپ کی یہی خوبیاں تھیں۔ جن کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالےٰ تیرہ سو سال سے دُنیا میں لڑائیاں۔ جھگڑے۔ اور خونریزیاں کراتا رہا ہے۔ ان کے ذہن اس سے آگے نہیں جاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلق۔ انسانی روح کی ترقی کے مدارج کا بیان۔ اور اس کی ترقی کے لئے رُوحانی نور کا مہیا کرنا یہ ساری خوبیاں ان کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اگر یہ خوبیاں کسی کے سامنے آئیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ اور اگر آج یہ خزانہ کہیں موجود ہے۔ تو جماعت احمدیہ میں۔ پھر خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ سے رُوحانی ترقیات کا جو دروازہ کھول دیا ہے

اُمید کے دودھ سے لبریز پیالہ

جو دیا ہے۔ وُہ بھی ہمارے سوا کسی کے پاس نہیں۔ تمام مسلمان آپ کی ذات کو مایوسی اور افسردگی کا پیغام قرار دیتے ہیں۔ اور ایک ایسی دیوار ظاہر کرتے ہیں۔ جو افضالِ الہٰی کے دروازہ کے آگے کھڑی ہے۔ صرف ایک ہی شخص ہے۔ جس نے بتایا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دروازہ کو بند کرنے والی دیوار نہیں ہیں۔ بلکہ ایک بند دیوار کا دروازہ ہیں۔ جو خدا تعالےٰ اور بندے کے درمیان حائل تھی۔ ختم نبوت بند کرنے والی دیوار نہیں۔ بلکہ ایک وسیع دروازہ ہے۔ جس سے ہو کر بندہ خدا تعالےٰ تک پہونچ سکتا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اور بندے کے تعلقات منقطع ہو گئے۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ زیادہ کثرت اور وسعت کے ساتھ خدا تعالےٰ آپ کے وجود میں سے ہو کر بندے تک پہونچے گا۔

یہ وُہ

عظیم الشان اُمید کا دروازہ

ہے۔ اور اُمنگیں پیدا کرنے والی تعلیم ہے۔ جو احمدیت سے باہر نظر نہیں آسکتی۔ اگر احمدیت نہ ہو۔ تو یہ خزانہ پھر بند ہو جاتا ہے۔ یہ اُمور دُنیا سے مخفی تھے۔ اور صرف احمدیت کے ذریعہ ہی ظاہر ہوئے۔ بے شک ظاہری علماء کی دُنیا میں کمی نہیں تھی اور نہ ہے۔ عربی کے ایسے بڑے بڑے عالم دُنیا میں موجود ہیں۔ جو ہمارے بڑے بڑے علماء کو برسوں پڑھا سکتے ہیں۔ روایاتِ حدیث کی چھان بین کے ایسے ایسے ماہر دُنیا میں موجود ہیں۔ صرف ونحو کے ایسے ایسے ماہر موجود ہیں۔ جو ہمارے علماء کو برسوں پڑھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک قشر ہیں۔ ایک مکان جب تیار کیا جاتا ہے۔ تو اس کے باہر سفیدی کرنے۔ اور پھول اور بیل بوٹے بنانے والے بھی مفید کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر عمارت بنانے کے بعد اس میں رہنے والے میسر نہ ہوں۔ تو وُہ عمارت کسی کام کی نہیں۔

تغلق خاندان کے ایک بادشاہ نے

ایک نیا شہر آباد کیا تھا۔ اور وہ لوگوں کو جبرًا وہاں لے گیا۔ مگر دُوسرے سال لوگ پھر وہاں سے بھاگ آئے۔ اور وہ اُجاڑ ہو گیا۔

تو جب تک قرآن کریم کا مغز اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقی روح نہ ہو۔ کسی میں خالی علم کا ہونا کسی کام کا نہیں۔ جہاں تک عرفان کا تعلق ہے۔ وہ جاہل ہیں۔ اور ہمارے جاہل بھی ان سے زیادہ عالم ہیں۔ اگر دولت صرف روپوں اور پونڈوں کا نام نہیں۔ اور یقینًا نہیں۔ تو ہمیں وُہ خزانہ ملا ہے۔ جس کے مقابل میں دُنیا کے سب خزانے ہیچ ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس خزانہ کو محفوظ رکھیں۔ کسی شخص کی جیب میں اگر دس بیس روپیہ کے نوٹ ہوں۔ تو وہ بار بار جیب پر ہاتھ مارتا ہے دو چار سو روپیہ ہو۔ تو بڑی احتیاط سے اس کی نگرانی کرتا ہے۔ پچاس ساٹھ ہزار یا لاکھ دو لاکھ ہو۔ تو اسے بنکوں میں محفوظ کرتا ہے۔ جس کے پاس لاکھوں روپیہ ہو۔ اس کی نیند بھی حرام ہو جاتی ہے۔ اور کروڑوں کا مالک تو اپنی زندگی کا مقصد اس کی حفاظت ہی سمجھتا ہے۔ کہنے کو تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتًا وُہ اس دولت کا چوکیدار ہوتا ہے۔ تو جس قوم کو ایسی

عظیم الشان دولت

ملی ہو۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس کی ذمہ واری کتنی بڑی ہے۔ اس ذمہ واری کو پورا کرنے کے لئے دو اصول پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اول تو جگہ کے لحاظ سے ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے پھیلا دیں۔ کیونکہ اس کا ایک ہی جگہ رہنا بہت خطرناک ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل کو کوئی ایسی حکومت نہیں آئے گی۔ جو اسے مٹانے کے درپے ہو۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے اس طرح پھیلا دیں۔ کہ اگر دس۔ بیس۔ چالیس پچاس۔ نوے۔ پچانوے۔ بلکہ ننانوے فیصدی حکومتیں بھی اسے مٹانا چاہیں۔ تو ایک نہ ایک ٹھکانا ضرور ایسا ہو جہاں احمدیت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات پھیلا رہی ہو۔ سچائی کبھی مخالفت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ اور اس لئے جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ ہم مخالفت کے بغیر ہی کامیاب ہو جائیں گے۔ وُہ غلطی خوردہ ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ

احمدیت ایک رُوحانی طاقت ہے

تو جُوں جوں یہ طاقت میں بڑھتی جائے گی۔ اس کی مخالفت بھی بڑھتی جائے گی۔ یہاں تک کہ وُہ دن آ جائے گا۔ کہ دُنیا کی آخری لڑائی اسی سوال پر لڑی جائے گی۔ کہ دُنیا میں احمدیت رہنی چاہیئے۔ یا دوسرے خیالات۔

پس اس کی حفاظت کے لئے پہلی ضروری چیز تو یہ ہے۔ کہ ہم اسے پھیلا دیں۔ تا اگر اکثر حکومتیں بھی اسے مٹا دیں۔ تب بھی ایسی جگہیں باقی رہ جائیں۔ جہاں

احمدیت پوری شان کے ساتھ

قائم ہو۔ اور ترقی کی طرف قدم اُٹھا سکے۔

دوسرے اسے زمانہ کے لحاظ سے قائم کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم اسے ساری دُنیا میں پھیلا دیں۔ لیکن ہماری آئندہ نسلیں احمدیت پر مضبوط نہ ہوں۔ تو ہماری ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

پس صرف دُنیا تک اس کو پہونچا دینا ہی ہمارا کام نہیں ہے بلکہ آئندہ نسلوں میں اس کا قائم کرنا بھی ہے۔ ہمارا ایک حملہ مقام پر ہونا چاہیئے۔ اور دوسرا زمانہ پر۔ مقام کے لحاظ سے اسے گوشہ گوشہ میں پہونچا دینا ضروری ہے اور زمانہ کے لحاظ سے آئندہ نسلوں تک۔ اگر ہم اسے ساری دُنیا میں پہونچا دیں۔ مگر آئندہ نسلوں میں اسے مضبوطی سے قائم نہ کریں۔ تو وُہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کوئی شخص قطب صاحب کے مینار سے بھی دس گنا اونچا مینار بنائے۔ لیکن جس دن وہ کھڑا ہو۔ اس سے اگلے روز وُہ گر جائے۔

183

پس

ہمارا فرض

ہے۔ کہ اسے نہ صرف مقام کے لحاظ سے۔ بلکہ زمانہ کے لحاظ سے بھی مضبوط کریں۔

اولاد کے خواہشمند اصحاب

اگر آپ علاج کراتے کراتے مایوس ہو چکے ہوں۔ تو فورًا رسالہ حیاتِ جاوید مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آتشک۔ سوزاک جریان ضعفِ باہ اور تمام مردانہ امراض کی مفصل ماہیت مکمل علاج اور مجرب نسخہ جات درج ہیں نیز ہندوستان کے ممتاز ترین رسالہ الحکیم کا نمونہ بھی مفت۔
منیجر شفاخانہ چشمہ صحت و دفتر الحکیم موچی دروازہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسے سینکڑوں ہزاروں سالوں تک پھیلانے کا انتظام کر دیں۔ اور اس عظیم الشان کام کو دیکھتے ہوئے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے عظیم الشان جدوجہد کی ضرورت ہے جو بیدار کرنے والوں سے مستغنی ہو۔ جو بیداری دھماکوں سے پیدا ہو۔ وہ بھی کیا بیداری ہے۔ جاگنا وہی مفید ہوتا ہے۔ جو انسان جاگے۔ اور پھر جاگتا ہی رہتا ہے۔ جو بیدار ہوتا اور پھر سو جاتا ہے۔ وہ افیونی کی طرح ہے۔ دھماکوں سے بیدار ہوتا اور پھر سو جانا بہت بڑا مرض ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی بیداری اس وقت تک دھماکوں کی بیداری ہے۔

تحریک جدید کے شروع میں

میں نے جماعت کو اس طرف خاص طور پر متوجہ کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس سبق کو جماعت نے یاد نہیں کیا۔ جب تحریک جدید کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس وقت جماعت میں ایسی بیداری پیدا ہو چکی تھی۔ کہ میں نے حالات کا صحیح اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے۔ جب اپنے محدود علم کے مطابق جماعت سے ۲۷ ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ تین سال کے لئے یہ رقم درکار ہے۔ تو جماعت نے ایک لاکھ سات ہزار کے وعدے کئے۔ حالانکہ وعدے کرنے والوں میں سے بہتوں نے ابھی صرف پہلے ہی سال کا حصہ دیا تھا۔ کتنی عظیم الشان بیداری تھی۔ مگر یہ

دھماکے کی بیداری

تھی۔ دشمن نے ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔ جس سے جماعت میں ایک سنسنی پیدا ہوئی لرزہ پیدا ہوا۔ اور وہ بیدار ہو گئی۔ میں نے اس وقت یہ کہا تھا۔ کہ جو بیداری اس سے پیدا ہو وہ کوئی بیداری نہیں وہ خدا تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ دشمن کے لئے ہوتی ہے۔ اور اس کا ثواب اگر دشمن کو مل سکتا۔ تو اسے ملتا۔ غرض ۱۹۳۴ء کے آخر میں جماعت میں

جو بیداری ہوئی اس کے نتیجہ میں جماعت نے ایسی غیر معمولی قربانی کی روح پیش کی۔ جس کی نظیر اعلیٰ درجہ کی زندہ قوموں میں بھی مشکل سے مل سکتی ہے کمزور قوموں سے مقابلہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ یہ قربانی زندہ قوموں کے مقابل پر بھی فخر کے ساتھ پیش کی جا سکتی ہے۔ مگر وہ تھپڑ اور مار کے نتیجہ میں تھی۔ دشمن کے تھپڑ سے دوست یک دم گھبرا گئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ ہم پیسے جانے لگے ہیں۔ تب خیال کیا کہ موت سے پہلے کچھ خرچ کر لو۔ اس کے بعد دوسرا اور تیسرا سال آیا۔ اور میں نے ہر موقعہ پر یہ سمجھایا۔ کہ

حقیقی قربانی

دائمی قربانی کا نام ہے۔ مگر تھپیڑ کی چوٹ اور صدمہ جوں جوں کم ہوتا گیا۔ جوں جوں دشمن کو ذلت نصیب ہوتی گئی جماعت کے لوگ بھی لیٹنے لگے اور بعض تو غفلت کی نیند سو گئے۔ حتےٰ کہ جب میں نے دوسرے دور کی تحریک کی۔ تو بعض لوگوں نے خیال کر لیا۔ کہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ اور اب ہمیں کسی اور آواز کے سننے کی ضرورت نہیں۔ میں مانتا ہوں۔ کہ تحریک جدید کے پہلے دور میں احباب نے غیر معمولی کام کیا۔ اور ہم اسے فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔ مؤرخ آئیں گے۔ جو اس امر کا تذکرہ کریں گے کہ

جماعت نے ایسی حیرت انگیز قربانی کی

کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور اس کے نتائج بھی ظاہر ہیں۔ حکومت کے اس عنصر کو جو ہمیں مٹانے کے درپے تھا متواتر ذلت ہوئی۔ اس نے جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔ جھوٹی مسلیں تک بنائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام کیا۔ اور ہم اندر بھی اور باہر بھی ہر جگہ اس قابل ہوئے۔ کہ اعلیٰ حکام کو بتا سکیں۔ کہ وہ ان کو بھی دھوکا دیتے رہے ہیں۔ اور دنیا کو بھی حتےٰ کہ

گورنمنٹ کو بھی محسوس کرنا پڑا۔ اور اس نے پہلے نوٹس کے متعلق اپنی غلطی کو تسلیم کیا۔ اور تسلیم کیا۔ کہ اس کی غلطی تھی۔ اور ہم حق پر تھے۔ مگر

فتنہ پرداز حکام

نے پھر کوشش کی۔ کہ ایسی صورت پیدا کر دیں۔ جس سے وہ اپنی شکست کو چھپا سکیں۔ مگر انہیں پھر ناکامی ہوئی۔ کچھ عرصہ ہوا اس ضلع میں مسٹر انسر ڈپٹی کمشنر ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔ اور کہا کہ کیوں نہ

جماعت احمدیہ اور گورنمنٹ میں صلح

ہو جائے میں نے انہیں کہا۔ کہ ہم صلح کے لئے تو ہر وقت تیار ہیں۔ مگر دب کر صلح نہیں کریں گے۔ انہوں نے ایک سکیم پیش کی۔ اور کہا۔ کہ اس سے جماعت کی عزت بھی قائم رہے گی۔ اور گورنمنٹ کی بھی۔ میں نے ان سے کہا کہ گورنمنٹ کو ذلیل کرنا تو ہمارا مقصد ہی نہیں۔ افسوس ہے کہ وہ جلد یہاں سے چلے گئے اگرچہ انہوں نے کہا تو یہ تھا۔ کہ میں اس وعدہ پر اس ضلع میں آیا ہوں۔ کہ مجھے کم سے کم

تین سال تک رہنے کا موقعہ

دیا جائے گا۔ مگر وہ جلد رخصت پر گئے۔ اور پھر غالباً پنجاب سے ہی

بدل دیئے گئے۔

انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں پچھلی تمام مسلیں پڑھوں گا اور پھر سب واقعات پر غور کر کے اس امر کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا۔ کہ جماعت احمدیہ پر کہاں تک سختی ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ جلد یہاں سے چلے گئے۔ لیکن جانے سے کچھ عرصہ پہلے ایک دفعہ خان صاحب مولوی فرزند علی ان سے ملے۔ تو انہوں نے خان صاحب سے کہا۔ کہ اس وقت تک میں نے تین مسلیں پڑھی ہیں اور میری یہی رائے ہے۔ کہ ان معاملات میں آپ حق پر تھے اور آپ پر ناواجب سختی کی گئی تھی۔ افسوس کہ انہیں موقعہ نہ ملا۔ ورنہ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جاتی دفعہ میں ایک ایسا تفصیلی نوٹ چھوڑ کر جاؤں گا۔ جس میں ان تمام امور کے متعلق جن میں آپ حق پر ثابت ہوں گے۔ آپ کی برأت کر دی جائے گی۔ تو یہ موقعہ بھلا کسی دوسری کمیونٹی کو کہاں مل سکتا ہے۔ کہ وہ ثابت کر دے۔ کہ

حکّام نے غلطی کی

تھی۔ اور وہ حق پر تھی۔

ایک دفعہ یہاں ایک مار پیٹ کا کیس ہو گیا۔ اور ایک شخص نے بعض احمدیوں کے نام یونہی لکھوا دیئے۔ کہ انہوں نے مجھے مارا ہے۔ بعد میں اس سے کسی نے کہا کہ تم نے غلطی کی۔ بڑے بڑے آدمیوں کے نام لکھوانے چاہئیں تھے

میری پیاری بہنو

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر یہ اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ کے ماہواری بے قاعدہ ہیں۔ رک رک کر یا ماہواری درد سے آتے ہیں۔ سیلان الرحم یعنے سفید رطوبت کا اخراج ہوتا ہے۔ کمر درد۔ سر درد کرتا رہتا ہے۔ قبض رہتی ہے۔ کام کاج کرتے وقت سانس پھول جاتا ہے۔ دل دھڑکنے لگتا ہے۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ طبیعت سست رہتی ہے۔ تو آپ میری خاندانی مجرب دوا بنام "راحت" سے فائدہ اٹھائیں جو ماہواری خرابیوں کی حیرت انگیز اثر کرنے والی مفید دوا ہے۔ قیمت مکمل خوراک مع محصولڈاک ۱ ؎ قادیان میں ملنے کا پتہ۔ مولوی محمد یامین تاجر کتب

میرا پتہ :- ایچ نجم النساء بیگم کوٹھی ۹۷ میو روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ اس نے بعد میں چند بڑے بڑے احمدیوں کے نام لکھوا دیئے۔ مقدمہ پولیس نے شروع کر دیا۔ ہمیں معلوم تھا۔ کہ اس کے پہلے بیان میں اور نام تھے۔ چنانچہ جماعت نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو گواہی میں بلایا۔ کہ ڈائریاں لے کر آئے۔ اور بتائے کہ شکایت کرنے والے کا پہلا بیان کیا تھا مگر گورنمنٹ کی طرف سے کہا گیا۔ کہ یہ سرکاری راز ہیں۔ جن کو ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ یہ بالکل نامعقول بات ہے۔ زید اور بکر کی لڑائی ہو۔ اور زید ایک رپورٹ لکھوائے تو اس میں سرکار کا کیا تعلق ہے۔ اور زید کی رپورٹ سرکاری راز کس طرح کہلا سکتا ہے سوائے اس صورت کے کہ سرکاری افسروں کی طرف سے اسے شرارت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو۔ آخر اپیل میں اوپر کے مجسٹریٹ نے ان کاغذات کا مطالبہ کیا اور کاغذات پیش ہوئے اور سارا فریب کھل گیا۔

اس قسم کے بیسیوں واقعات گزشتہ چار سالوں میں ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالٰے نے متواتر ان افسروں کو جو احمدیوں سے بلاوجہ دشمنی رکھتے تھے۔ بری طرح ذلیل کیا ہے۔ اور اسی طرح ہمارے دوسرے دشمنوں کو بری طرح ذلیل کیا ہے۔ اور خدا تعالٰے کے فضل سے ہمیں ہر میدان میں کامیابی اور

دشمنوں کو ذلت

نصیب ہوئی اور احرار کو تو اللہ تعالٰے نے ایسا ذلیل کیا ہے۔ کہ اب وہ مسلمانوں کے سٹیج پر کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کجا تو یہ کہ وہ وزارت کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اور وزارتیں تقسیم کر رہے تھے۔ اور کجا یہ کہ اسمبلی میں ان کا صرف ایک ہی ممبر ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ وہ کہہ یہ رہے ہیں۔ کہ ہم نے احمدیہ جماعت کو کچل دیا ہے۔ حالانکہ اسمبلی میں ایک ہی ممبر ان کا اور ایک ہی ہمارا ہے۔ اور وہ تو سو فیصدی مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر ہم ایک فیصدی ہیں۔ مگر اسمبلی میں سو فیصدی والوں کے برابر ہیں۔ اب ملتان میں انہوں نے پھر ایک کونسل کی ممبری کے حصول کے لئے کوشش کی تھی۔ مگر

نہایت سخت شکست

کھائی ہے۔ تو اللہ تعالٰے نے ہمارے سب دشمنوں کو ایسی سخت شکست دی ہے۔ کہ حکام نے خود اس کو تسلیم کیا ہے۔ کئی رنگ میں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوششیں ہوئیں۔ حتیٰ کہ عدالتوں کو بھی متاثر کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن اس صورت میں بھی ہائیکورٹ سے اللہ تعالٰے نے ہماری برأت کرائی۔ اس کے علاوہ جو جماعت میں تبدیلی ہوئی۔ وہ بہت ہی شاندار ہے ہماری جماعت لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ جس میں امیر غریب ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کو سات سات اور آٹھ آٹھ کھانے کھانیکی عادت تھی۔ اور جن کے دسترخوان پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک کھانے ہی کھانے پڑے ہوتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ مجھے عربی مدارس کے معائنہ کے لئے ایک سفر کرنا پڑا راستہ میں ایک جگہ احباب نے دعوت کی۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس قدر کھانے سامنے پڑے تھے۔ کہ اگر میں اپنے ہاتھ پھیلاتا۔ تب بھی سب پلیٹوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا حتٰے کہ اگر لیٹ جاتا۔ تب بھی بعض تھالیاں مجھ سے دور رہتیں۔ کوئی چالیس قسم کے کھانے تھے۔ میں نے دبی زبان سے اس کا شکوہ بھی کیا۔ مگر ایک دوست نے جو ساتھ تھے مجھے روکا اور کہا کہ ایسا نہ کریں۔ صاحب خانہ کی دل شکنی ہو گی۔ ابھی تو بہت سادگی سے کام لیا گیا ہے۔ ورنہ یہاں معززین کی دعوت میں اس سے بہت زیادہ کھانے ہوتے ہیں۔ تو اس قسم کے لوگ بھی جماعت میں موجود تھے۔ مگر تحریک جدید کے ماتحت سب نے

ایک ہی کھانا کھانا

شروع کر دیا۔ اور نہ صرف احمدیوں نے بلکہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں غیر احمدیوں نے بھی اس طریق کو اختیار کر لیا۔ میری ایک ہمشیرہ شملہ گئی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں بہت سے رؤساء کی بیویوں نے مانگ مانگ کر تحریک جدید کی کاپیاں لیں اور کہا کہ کھانے کے متعلق ان کی ہدایات بہت اعلٰے ہیں۔ ہم انہیں اپنے گھروں میں رائج کریں گی۔ ایک نوجوان نے بتایا۔ کہ وہ بعض غیر احمدیوں کے ساتھ ایک میس میں شریک تھے۔ تحریک جدید کے بعد جب انہوں نے دوسرا کھانا کھانے سے احتراز کیا۔ اور دوسرے ساتھیوں کے پوچھنے پر اس کی وجہ ان کو بتائی۔ تو انہوں نے بھی وعدہ کیا۔ کہ یہ بہت اچھی تحریک ہے۔ ہم بھی آئندہ اس پر عمل کریں گے۔ پھر میں نے

سینما دیکھنے کی ممانعت

کی تھی۔ اس بات۔ کو ہمارے زمیندار دوست نہیں سمجھ سکتے۔ کہ شہریوں کے لئے اس ہدایت پر عمل کرنا کتنا مشکل تھا۔ شہر والے ہی اسے سمجھ سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے لئے سینما کو چھوڑنا ایسا ہی مشکل تھا۔ جیسے موت قبول کرنا۔ جن کو سینما جانے کی عادت ہو جاتی ہے۔ وہ اسے زندگی کا جزو سمجھتے ہیں۔ مگر ادھر میں نے مطالبہ کیا کہ اسے چھوڑ دو۔ اور ادھر ننانوے فیصدی لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور پھر نہایت دیانتداری سے اس عہد کو نباہا۔ اور عورت مرد سب نے اس پر ایسا عمل کیا۔ کہ جو

دنیا کے لئے رشک کا موجب

ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس سے لاکھوں روپیہ بچ گیا ہو گا۔ سینما دیکھنے والے عموماً روزانہ دیکھتے ہیں۔ اگر مہینہ میں دس دن بھی سینما کے شمار کئے جائیں۔ اور صرف چار آنہ والے ٹکٹ کا اندازہ کیا جائے تب بھی سال میں تیس روپے فی کس کا خرچ ہے۔ اور اگر جماعت کے سینما جانے والوں کی تعداد ایک ہزار سمجھی جائے۔ تو

تیس ہزار سالانہ کی بچت جماعت کو ہو گئی

جو رقم کو چار سال کے حساب سے سوا لاکھ بنتی ہے۔ مگر سارے چار آنہ میں ہی دیکھنے والے نہیں ہوتے۔ بعض روپیہ دو روپیہ کا ٹکٹ لیتے ہیں۔ پھر اس سے جو وقت بچا۔

کارخانہ اسلامی بھائیونکی دوکان کے تحفے

غیر مسلموں کے مقابلہ میں اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ واقع کشمیری بازار لاہور کے بے نظیر تحفے ہمیشہ استعمال فرمادیں۔

184

چنن آملہ ہیئر آئل رجسٹرڈ یہ تیل یونانی ادویات اور طب جدید کے اصولوں کے مطابق خاص کیمیاوی طریق سے۔ دھن کدو اور سرسوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ جو کہ بالوں کو سیاہ جلد کو نرم خشکی کو دور۔ دماغ کو قوت اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے بچا کر لمبا۔ خوشنما اور سیاہی پر لانا۔ نزلہ و زکام کو دور کرنا اس تیل کا خاص وصف ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی ہے امید ہے۔ کہ ایک بار ضرور استعمال فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کریں گے قیمت فی سیر مبلغ للعہ چار روپے۔ بوتل مبلغ تین روپے آدھا ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ پوا بارہ آنہ۔ نمونہ کی شیشی چار آنہ

گلزار سینٹ فلاور موسم بہار کے تازہ اور چیدہ چیدہ پھولوں کی روح زمانہ حال کی خوشبوؤں کا شہنشاہ جو کہ منٹ منٹ کے بعد اپنی خوشبو کو بدلتا ہے۔ اور خوشبو کئی روز تک قائم رہتی ہے۔ قیمت فی تولہ عہ شیشی کلاں بارہ آنہ نمونہ چار آنہ۔ اس کے علاوہ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطریات۔ روغنیات۔ کریم۔ سنو سرخی۔ پوڈر۔ صابون وغیرہ بازار سے مقابلتاً ارزاں فروخت ہوتے ہیں۔ فہرست طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

کارخانہ اسلامی بھائیونکی دوکان رجسٹرڈ ڈیرفیومر کشمیری بازار لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی قیمت کا اندازہ کرو۔ گھر سے سینما آنے جانے تماشہ کا انتظار خود تماشہ کا وقت اگر اندازہ کیا جائے تو تین چار گھنٹہ سے کم نہ ہوتا ہوگا یہ وقت بھی بچ گیا۔ پھر گھروں میں اس سے امن قائم ہوا۔ جو لوگ سینما دیکھنے جاتے تھے ان کی بیویوں کو واپسی تک جاگنا پڑتا ہوگا جس سے بعض اوقات لڑائی بھی ہو جاتی ہو گی۔ اب ایسے لوگ جلدی گھر آجاتے ہونگے۔ اور میاں بیوی کو

باہم دُکھ سُکھ کی بات چیت

کرنے کا موقع مل جاتا ہوگا۔ کسی کی نیند خراب نہیں ہوتی ہو گی۔ پس یہ مطالبہ معمولی نہ تھا۔ لیکن جماعت نے اسے سُنا اور پُورا کر دیا۔ اور اس سے فوائد بھی حاصل کئے۔ اس کے علاوہ کون نہیں جانتا۔ کہ عورت کپڑوں پر مرتی ہے۔ مگر ہزارہا عورتوں نے دیانتداری سے لباس میں سادگی پیدا کرنے کے حکم پر عمل کیا۔ یہ باتیں انفرادی قُربانی اور

قومی فتح

کا ایک ایسا شاندار نمونہ ہیں۔ جس کی مثال کم ملتی ہے۔ یہ قربانی معمولی نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ کی قربانی ہے۔ اور دیکھنے والی آنکھ کے لئے اس میں

فتوحات کا لمبا سلسلہ

ہے۔ پھر کتنے نئے ممالک میں احمدیت روشناس ہوئی۔ کم سے کم دس پندرہ ممالک ایسے ہیں۔ کئی علاقوں میں گو احمدیت پہلے سے تھی۔ مگر تحریک جدید کی جد و جہد کے نتیجہ میں اس کا اثر پہلے سے بہت وسیع ہو گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک یہ نتیجہ نکلا کہ اس سے پہلے دنیوی لحاظ سے جماعت کو صرف ایک دستۂ فوج سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کی حیثیت مسلمانوں کے ایک بازو کی تھی۔ لیکن احرار اور بعض حکام نے ہمارے خلاف جو شورش پیدا کی۔ اس سے ڈر کر سارے مسلمانوں نے ہم کو علیحدہ کر دیا۔ خود گورنر پنجاب نے ایک دفعہ چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب سے کہا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ آپ کے مخالف صرف احرار ہیں۔ سب قوموں اور فرقوں کے لوگ میرے پاس آکر آپ کی شکایتیں کرتے ہیں۔ ممکن ہے اس میں کچھ مبالغہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ جو لوگ ہمارے مؤید تھے۔ انہوں نے کبھی ان کے سامنے اپنے خیالات ظاہر نہ کئے ہوں۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ ہماری مخالفت بہت عام ہو گئی تھی حتیٰ کہ

وہ مسلم لیگ

جس کے اجلاس بعض دفعہ نہ ہو سکتے تھے اور وہ مجھ سے روپیہ لیکر اجلاس کرتی تھی۔ اسے بھی زکام ہوا۔ اور اس کی پنجاب کی شاخ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ احمدی اس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ

کفرانِ نعمت کی انتہاء

تھی لیکن اسکی وجہ یہی تھی کہ اسوقت ہمارے خلاف لوگوں میں اتنا جوش تھا۔ کہ انہوں نے خیال کیا۔ اگر ہم نے احمدیوں کو شامل رکھا۔ تو لوگ ہمیں ووٹ نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی۔ اور پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کی بھی ایک ہی نشست ہے۔ گویا وہ بھی ہمارے برابر ہیں۔ جو یقیناً ہماری فتح ہے۔ ہماری جماعت تو مختلف مقامات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اگر ایک ہی ضلع میں ہوں۔ تو ہم دو ممبریاں بھی لے سکتے ہیں۔ مگر ہم پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایک ممبری کا حصول بھی ہمارے لئے ناممکن ہے۔ پس ایک نشست کا حاصل کر لینا بھی ہماری بہت بڑی فتح ہے۔ لیکن ان کا صرف ایک نشست حاصل کرنا انکی سخت شکست۔ بہرحال اس وقت تک ہم مسلمانوں کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے گذشتہ فتنہ سے مرعوب ہو کر ہمیں اسی طرح الگ کرنے کی کوشش کی جس طرح دُودھ سے مکھی نکال دیجاتی ہے۔ اور اس طرح ہمیں تن تنہا سب دشمنوں سے لڑنے کا موقعہ ملا۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اس لڑائی میں کامیاب ہوئے اور دُنیا نے محسوس کر لیا۔ کہ جماعت احمدیہ صرف مُسلمانوں کے لشکر کا ایک بازو ہی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی منفردانہ حیثیت بھی رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ پہلے ہماری اس حیثیت سے دنیا واقف نہ تھی۔ تحریک جدید کے نتیجہ میں ہی وہ اس سے آشنا ہوئی ہے۔ مگر یہ سب فتوحات جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمیں حاصل ہوئیں۔ ہمارا مقصد نہیں۔

ہمارا مقصد

ان سے بہت بالا ہے۔ اور اس میں کامیابی کے لئے ابھی بہت قربانیوں کی ضرورت ہے دنیا کا کوئی ملک ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ جہاں احمدیت قائم نہ ہو۔ اس وقت تک جماعت حقیقی طور پر صرف ہندوستان میں ہے۔ اور یہاں اسے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسے رنگ میں مضبوطی حاصل ہے۔ کہ اور کہیں نہیں۔ ہندوستان سے اتر کر وہ ملک جہاں احمدیت کو مضبوطی حاصل ہو رہی ہے۔ اور جہاں لوگ اسے سمجھنے اور اسے اپنی عملی زندگی کا جزو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ

سماٹرا اور جاوا

ہیں۔ وہاں سے طالب علم بھی دین سیکھنے کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اور جب تاریخ عالم میں احمدیت کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو ہندوستان کے بعد ان جزائر کا ذکر نمایاں طور پر ہوگا۔ تیسرا مقام جہاں احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ اور جہاں اسے سمجھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

عرب

ہے۔ جس کے ساتھ فلسطین بھی شامل ہے۔ فلسطین میں ایک گاؤں احمدیہ جماعت کا مرکز ہے۔ یعنی وہ قریباً سب کا سب احمدی ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ احمدی جماعتیں مصر اور شام میں بھی ہیں فلسطین کے جس گاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اسمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی جماعت ہے جو عملی طور پر احمدیت کو اپنی زندگی میں داخل کر رہی ہے۔ انہوں نے اپنے مدرسے بھی جاری کر رکھے ہیں۔ لٹریچر بھی شائع کرتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ گویا تیسرا ملک عرب ہے جسمیں شام اور فلسطین وغیرہ بھی شامل ہیں جو احمدیت کی رُوح کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر تعداد کے لحاظ سے گو ابھی علمی لحاظ سے نہیں۔ مغربی افریقہ کو بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں وہاں اسوقت تک پچاس ساٹھ ہزار احمدی ہو چکا ہے اور احمدیت وہاں وسیع طور پر پھیل رہی ہے اور یہ صرف ہمارے مبلغین کے ذریعہ نہیں بلکہ خود انہیں سے جو لوگ احمدی ہوتے ہیں۔ وہ آگے جا کر دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں ان لوگوں میں تعلیم بہت کم ہے اور ایسے لوگوں کو ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے بعض کو دُوسرے لوگ دھوکا بھی دے سکتے ہیں مگر باوجود تعلیم کی کمی کے وہ لوگ بہت کام کر رہے ہیں انکے مدرسے جاری ہیں اشتہارات شائع ہوتے ہیں کئی نوجوان اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں کئی ایسے ہیں جنہوں نے چھ چھ ماہ تبلیغ کیلئے وقف کئے اور سینکڑوں میلوں کے پیدل سفر کر کے تبلیغ کیلئے گئے

شکسپیر ہند آغا حشر کاشمیری مرحوم کی واحد یادگار

ماہوار رسالہ

حشر

ہر ماہ!

تازہ ترین فلمی واقعات۔ آغا حشر کے غیر مطبوعہ ڈرامے۔ دلچسپ افسانے دلکش نظمیں۔ دیدہ زیب تصاویر بے لاگ فلمی تنقیدیں۔ اصلاح سخن کے نادر نمونے

۸۴ صفحات۔ ۶ صفحات آرٹ پیپر پر تصاویر

ہندوستان کا پہلا ماہانہ جسکے متعلق ۱۰۵ مشہور و معروف رسائل و اخبارات نے تعریفی نوٹ لکھے ہیں

سالانہ چندہ صرف دس آنے

یہ زبردست پیشکش صرف ایک ماہ کیلئے ہے۔ دراصل ذوق اصحاب تک آغا حشر مرحوم کا پیغام پہنچانے اور زبان اردو کی ترقی اشاعت کے لئے یہ رسالہ تقریباً بالکل مفت دیا جا رہا ہے۔ صرف ضروری اخراجات کیلئے صرف دس آنے بذریعہ منی آرڈر یا ٹکٹ ارسال کریں یہ نایاب ادبی تحفہ باقاعدہ ایک سال تک آپکی خدمت میں حاضر ہوتا رہیگا۔ برما کیلئے چندہ ایک روپیہ۔ دیگر ممالک غیر کیلئے ایک روپیہ آٹھ آنے۔ نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے

وی۔ پی منگوانے سے چار آنے زائد خرچ ہونگے

مینجر رسالہ "حشر" جالندھر شہر (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نئی جماعتیں قائم کیں۔ ہندوستان میں بیٹھے ہوئے لوگ یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ غیر ممالک میں کیا کام ہو رہا ہے۔ یہاں تو بعض لوگ احمدیہ جماعتیں قادیان منگل اور بمبئی میں ہی سمجھتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے وہ لڑائی نہیں۔ جو غیر ممالک میں لڑی جا رہی ہے۔ اور جس میں ہمارے مجاہد نوجوان اپنا خون اور پانی ایک کر رہے ہیں اور احمدیت کے جھنڈے کو بلند کر رہے ہیں۔ بے شک ان ممالک سے کوئی روپیہ یہاں نہیں آتا۔ یا کم آتا ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کہ بیرونی ممالک کی جماعتوں کے چندہ کا ۷۵ فیصدی مقامی طور پر خرچ کیا جائے۔ اور صرف ۲۵ فیصدی یہاں آئے۔ اور جہاں ضرورت ہو۔ سو فیصدی ہی وہاں خرچ کرنے کی اجازت دیدی جاتی ہے۔ لیکن اس لڑائی میں ہمیں یہاں سے روپیہ نہیں بھیجنا پڑتا۔ کیا یہ کم آرام کی بات ہے۔ بے شک ان کا روپیہ یہاں خزانہ میں جمع نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ کامیابی کا اندازہ روپیہ سے کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ کوئی کام نہیں ہو رہا۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ جماعتیں اپنے طور پر کافی خرچ کر رہی ہیں۔ اور بعض بعض جماعتوں کے بجٹ دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار کے ہوتے ہیں۔ اگر وہ ساری رقمیں یہاں آئیں۔ تو ہمارا بجٹ دگنا نہیں۔ تو ڈیوڑھا تو ضرور ہو جائے۔ مگر وہاں بھی ایک لڑائی جاری ہے۔ اور ایسی صورت میں ہمارا وہاں سے روپیہ منگوانا بہت بڑی حماقت ہوگی۔ گو کئی نادان وہاں سے روپیہ نہ آنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی کام نہیں ہو رہا۔ حالانکہ ان کے بجٹ ہزاروں کے ہوتے ہیں۔ پھر تحریک جدید میں انہوں نے بھی پورے شوق سے حصہ لیا ہے۔ اور بعض ممالک سے ڈیڑھ ڈیڑھ اور دو دو ہزار روپے بھی آتے رہتے ہیں۔ پس میں اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

عظیم الشان کام

ہمارے سامنے ہے۔ اگر وہ اس امر کے منتظر ہیں۔ کہ تھپیڑ پڑے تو اٹھیں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تھپیڑوں کی کمی نہیں۔ مگر یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ آدمی تھپیڑ کھا کر بیدار ہو۔ یہ نمونہ تو ہم نے دکھا دیا۔ کہ کوئی ضرب لگائے تو بیدار ہو کر ہم ایسا مقابلہ کرتے ہیں۔ کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور اب تحریک جدید کے دور ثانی میں ہم نے یہ دکھانا ہے کہ

خدا تعالےٰ کی محبت میں

بغیر مار کھائے بھی ہم ویسی ہی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی دور کی کامیابی پر اس سوال کا فیصلہ ہوگا۔ کہ احرار کی مار کی ہمارے دلوں میں زیادہ عظمت ہے یا خدا تعالیٰ کی محبت اور اس سوال کا آپ جو جواب بھی دیں گے۔ اس سے آپ کی قیمت کا اندازہ ہوگا۔ دور ثانی ایسی حالت میں شروع کیا گیا ہے۔ کہ جب بظاہر کوئی خطرہ سامنے نہ تھا۔ اور یہ اس لئے ہوا۔ کہ تا اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر فخر کا موقعہ دے اور ہم بتا سکیں کہ جس طرح اگر دشمن ہمیں ذلیل کرنا چاہے۔ تو ہم ایسی قربانی کرتے ہیں جس سے وہ ناکام ہو جائے اسی طرح خدا تعالےٰ کی محبت میں بھی اگر ہمیں قربانی کرنا پڑے تو پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جماعت کے ایک حصہ نے دور ثانی کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔

دور اول میں تو دشمن گھونسہ تانے ہمارے سروں پر کھڑا تھا۔ اسوقت ہم میں جو بیداری پیدا ہوئی۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے تھی۔ مگر آج کوئی دشمن سامنے نہیں کھڑا۔ اور اس طرح حملہ آور نہیں۔ گو اندر ہی اندر آگ سلگ رہی جا رہی ہے۔ اور ایک لاوا ہے۔ جو پک رہا ہے۔ مگر وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسلئے آج کی قربانی دشمن کی مار کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ اسوقت کی قربانی خالص خدا تعالےٰ کی محبت کے لئے ہوگی۔ اسوقت ہمارے مد نظر صرف خدا تعالےٰ کے دین کو پھیلانے کے لئے مستقل کام کی بنیاد رکھنا ہے۔ اور اس کے لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ

ایک مستقل ریزرو فنڈ

قائم کر دوں۔ جس سے یہ کام سہولت کے ساتھ چلتا رہے۔ اور اس کے ساتھ نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار کر دوں۔ جو اسلام کو صحیح معنوں میں قائم کرنے والی ہو۔ یہ دونو کام پہلے سے بہت زیادہ خرچ چاہتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے میں نے یہ کہہ دیا ہے۔ کہ جو دوست زیادہ بوجھ نہ اٹھا سکیں ہر سال دس فیصدی چندہ تحریک میں سے کم کرتے جائیں۔ گو میں نے اپنا چندہ گزشتہ سال بھی تیسرے سال کی نسبت دس فیصدی بڑھا دیا تھا۔ بہرحال یہ دوسرا دور تحریک جدید کا آپ کے سامنے ہے۔ مجھے اس سے غرض نہیں۔ کہ آپ اس پر کس طرح عمل کرتے ہیں۔ اگر آپ اس پر عمل نہ کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کامیابی کا اور کوئی رستہ کھول دے گا۔ مگر میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دو مواقع قربانی کے آئے ہیں۔ ایک وہ جب دشمن مار رہا تھا۔ اور ایک خالص خدا تعالےٰ کی محبت میں قربانی کرنے کا اگر اس دوسرے وقت میں ہم نے سستی دکھائی۔ تو آئندہ زمانہ کے لوگ ہمارے متعلق کیا فیصلہ کریں گے وہ ظاہر ہی ہے۔ آپ میں سے ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ اور میں نے اپنی میں۔ میرے اچھے عملوں سے آپ لوگوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور آپ کے اچھے عملوں سے مجھے نہیں ہوگا۔ ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا خدا تعالےٰ کے سامنے خود جوابدہ ہے۔ اگر وہ مجھ سے پوچھیگا۔ کہ تم نے کیا قربانی کی۔ تو اس کے جواب کا میں ذمہ وار ہوں تم اپنے لئے آپ سوچ لو کہ تم کیا جواب دو گے

یاد رکھ سکو گے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ کل کو اگر کوئی اور قوم ہمارے مقابلہ کے لئے کھڑی ہو جائے۔ تو سست دوست بھی قربانیاں کرنے لگیں گے۔ مگر قیامت کے روز خدا تعالےٰ ان سے کہے گا۔ کہ بے شک تم نے قربانیاں کیں۔ مگر میرے لئے نہیں بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے اسوقت میں نے آپ لوگوں کے سامنے صرف اصول رکھدئے ہیں۔ اور ان پر تبصرہ کر دیا ہے۔ اس وقت میں کوئی تحریک نہیں کرتا صرف ایک تحریک کرتا ہوں۔ کہ

رمضان کا آخری عشرہ

جو آنے والا ہے۔ اس کو تحریک جدید کے متعلق سابق قربانیوں کے لئے شکریہ اور آئندہ کے لئے طاقت کے حصول کے لئے خرچ کرو۔ جن کو گزشتہ سالوں میں قربانی کی توفیق ملی ہے۔ وہ اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اور ہر ایک دعا کرنے والا اللہ تعالےٰ سے ہر قربانی کرنے والے کے لئے دعا کرے کہ اس نے شوکت دین اور مضبوطی سلسلہ کے لئے جو قربانی کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ اس پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کرے۔ اور اس کے لئے اپنی محبت اور برکات کا نزول فرمائے۔ اسی محبت اور اخلاص کے مطابق جس کے ساتھ اس نے خدا کی راہ میں قربانی کی تھی۔ پھر تم میں سے ہر شخص یہ دعا کرے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دور ثانی کو پہلے دور سے بھی زیادہ کامیاب بنائے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں چندہ کہاں سے دیں۔ لیکن میں نے تو اس

دنیا بھر میں تکل کی بہترین

مشین سیویاں تکل پلیٹڈ (نو ایجاد)

ایم اے رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک کے شروع میں ہی یہ کہہ دیا تھا۔ کہ غریب سے غریب بلکہ معذور سے معذور بھی حتٰے کہ جس کی زبان بھی نہ ہو۔ وہ بھی اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ یعنی وہ دعا کے ذریعہ اس میں شامل ہو سکتا ہے اور یہی اُنیسواں مطالبہ ہے۔ جس میں وہ شخص بھی جو چارپائی پر پڑا ہوا ہو۔ حتٰے کہ ہاتھ بھی نہ ہلا سکے۔ زبان سے بول بھی نہ سکے۔ وہ بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح تم میں سے ہر وہ شخص خواہ وہ کتنا ہی جاہل اور ان پڑھ کیوں نہ ہو۔ تحریک جدید میں حصہ لے سکتا ہے۔

پس اس عشرہ میں

خصوصیت سے دعائیں

کرتے رہو۔ کہ اللہ تعالےٰ دور ثانی کو پہلے سے بھی زیادہ کامیاب بناسکے اور جماعت کے قلوب میں ایسی صفائی پیدا کر دے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت میں بھی ویسی ہی قربانیاں کر سکے۔ جیسی کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت کرتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور اگر آپ لوگ سارے کے سارے میرے ساتھ دعاؤں میں شامل ہو جائیں تو یقیناً نتائج نہایت شاندار نکلیں گے (آخری عشرہ کے انتظار کی ہی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ آج سے ہی دعائیں شروع کر دینی چاہئیں اس طرح تیرہ یا بارہ دن دعا کے لئے مل جائیں گے۔ خطبہ چھاپنے والوں کو بھی چاہیئے۔ کہ جلدی کریں۔ تا پیر کے روز خطبہ یہاں سے جاسکے۔ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ باہر کی جماعتوں کو بیسویں روزے خطبہ پہونچے گا۔ اور اس طرح نو دن ان کو مل سکیں گے۔ گو قادیان کے لوگوں کو زیادہ موقعہ مل سکے گا)

خوب اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ ہمارا کام بہت بڑا ہے۔ دین کو ہمیشہ کے لئے ساری دُنیا میں قائم کر دینا کوئی آسان بات نہیں۔ اور اس کے لئے

بہت بڑی قربانیوں کی ضرورت

ہے۔ لیکن اگر تم کچھ اور نہیں کر سکتے۔ تو اتنا تو کرو۔ کہ دُعائیں کرو۔ اور اگر اور رنگ میں بھی قربانی کر سکو۔ اور پھر ساتھ دُعائیں کرو۔ تو دوہرا ثواب حاصل کر سکو گے۔

پس اس رمضان میں خصوصیت سے ان لوگوں کے لئے دعائیں کرو۔ جنھوں نے مال سے یا وقت سے۔ یا اولاد کے ذریعہ سے قربانیاں کی ہیں۔ یا دعاؤں سے مدد کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے گھروں کو سکون اور برکت سے بھر دے۔ ان کی قربانیاں دائمی صدقہ کا کام دینے والی ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان کے گناہوں اور ان کی غلطیوں کو معاف کرے۔ اور انہیں گناہوں کی عادت سے بچائے۔ ان کے قلوب میں اپنی

محبت اور عرفان کے چشمے

پھوڑ دے۔ اور انہیں نیک نسلیں عطا کرے جو راستی پر قائم رہنے والی ہوں۔ پھر یہ دُعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دَورِ ثانی کو کہ جس کا محرک اس کی محبت ہے۔ کامیاب کرے۔ اور جماعت کو قربانیوں کی توفیق دے۔ کہ دراصل یہی اصل قربانی ہے۔ اللہ تعالےٰ مالی قربانی کرنے والوں کو سچے معیار کے مطابق قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کو توفیق نہیں۔ انہیں توفیق دے۔ اور جنہیں توفیق ہے۔ مگر وہ کمزوری دکھا رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی کمزوریوں کو دُور کرے۔ جن لوگوں کو مالی قربانی کی توفیق نہیں۔ ان پر بھی بڑی ذمہ واری ہے۔ وُہ رات دن دعائیں کریں۔ تا اللہ تعالےٰ غیب سے رستے کھول دے اور ان کی دعاؤں کی وجہ سے دوسروں کو قربانی کی توفیق دے۔ اور اگر سچے دل سے دعائیں کی جائیں۔ تو

یقیناً ہم کامیاب ہونگے

کیونکہ الٰہی سلسلوں کی بنیاد ہمیشہ الٰہی فضلوں پر ہوتی ہے۔ اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ ہمیں قربانیاں کرنے کی ایک ایسی رفتار بخش دے گا جس میں روز بروز ترقی ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ ہم اور ہماری نسلیں ان کے ذریعہ اپنے اس مقصود کو پالیں گی جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے اس قدر نزدیک ہو جائیں گے۔ اور قرب کا وہ مقام حاصل کر لیں گے۔ جس پر دوسری برگزیدہ جماعتوں کو رشک پیدا ہوگا۔ اور ہمارے مخالف حسد کی آگ میں جل جائیں گے۔

اعلانات نکاح

۱۔ لطیف احمد ولد الطاف حسین صاحب مرحوم ساکن دہلی کا نکاح شیخ اسلام الدین صاحب مرحوم کی لڑکی امۃ الشمیم عرف شمیم فاطمہ کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۸ ۔ اکتوبر پڑھا۔ احباب دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے باعثِ برکت بنائے۔

خاکسار نذیر احمد امیر جماعت احمدیہ دہلی

۲۔ ۲۲۔ اکتوبر ۳۸ء کو شمیم اختر بنت مرحوم فیض محمد صاحب ریلوے گارڈ کا نکاح حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے میرے لڑکے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ڈنٹسٹ قادیان کے ساتھ بعوض مبلغ سات سو روپے مہر پڑھا۔

خاکسار محمد عبداللہ۔ قادیان

صرف دس آنہ میں
سال بھر رسالہ تندرستی حاصل کیجئے
زبردست رعایتی اعلان
مفصل حالات کیلئے نمونہ
مفت
منیجر رسالہ تندرستی جالندھر شہر پنجاب

معجون عنبری
یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولائت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آبحیات کے تصور فرمائیے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپکے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بن گئے۔ یہ نہائت مقوی باہ بھی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آجتک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔
قیمت فی شیشی دو روپے عار
نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوائیے جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔
ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

رنگیں وادعرق النساء اور جوڑوں کے درد کمر درد۔ کولہوں کے درد۔ گھٹنے کا درد۔ ریحی اور اعصابی درد مسلسل یا دورہ سے ہونے والے درد اسپنڈک سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں۔
۹۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت اڑھائی روپے عہ
محصولڈاک معاف
پتہ:۔ دواخانہ مفرح حیات ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید کے دور اول اور دور ثانی کے وعدے جلد تر پورے کئے جائیں

نادہندہ اصحاب کو انتباہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کی قربانیوں کو نفلی اور طوعی قرار دیا ہے۔ صرف اس قدر شرط ہے۔ کہ ہر احمدی مرد۔ عورت اور بچے کے کان تک قربانی کے مطالبہ کو پہنچا دیا جائے۔ تا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس قربانی میں حصہ لیکر ثواب حاصل کرنا چاہے۔ وہ لبیک کہہ سکے۔ لیکن بہر حال شمولیت کے لئے کسی قسم کا جبر یا اصرار جائز نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص کی طاقت زیادہ ہے۔ مگر وہ قربانی کم کرتا ہے۔ تو بھی کسی کو حق نہیں کہ وہ اسے کہے۔ کہ آپ زیادہ قربانی کر سکتے ہیں۔ تھوڑی کیوں کی ہے۔ مگر قربانی پر لبیک کہنے کے بعد ہر وعدہ کرنے والے پر یہ ذمہ واری عائد ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے۔ خواہ اُسے کس قدر تکلیف کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔ اور یقین رکھے۔ کہ خدا تعالیٰ کے لئے موت قبول کر کے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے"۔

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ تحریک جدید کے دور ثانی کا سال اوّل ختم ہونے میں صرف پندرہ دن باقی رہ گئے ہیں۔ جہاں ان دوستوں سے جن کے وعدے سال چہارم کے ہیں۔ یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ جن جماعتوں یا افراد کے وعدوں میں کچھ کمی ہے وہ اپنے وعدوں کو ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء تک سو فی صدی پورا کر دیں۔ وہاں اُن جماعتوں اور افراد سے بھی کہنے کی ضرورت ہے جن کے وعدے دور اول کے سال اول۔ دوم اور سوم کے تھے۔ مگر اب تک پورے نہیں ہوئے۔ اور نہ انہوں نے معافی لی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا فرما چکے ہیں کہ "جو کہیگا۔ میں نہیں دے سکتا۔ اُسے معاف کر دیا جائیگا۔ یا جو دے تو سکتا ہے مگر کہتا ہے کہ مجھ میں ہمت نہیں یا میں دینا نہیں چاہتا۔ یا اگر ہمت تو ہے مگر اپنے بیوی بچوں کو تکالیف میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ ان سب کو میں معاف کرنے کو طیار ہوں۔ بلکہ بغیر کسی عذر کے بھی معاف کرنے پر آمادہ ہوں۔ تا تم گنہگار نہ بنو۔ اور جھوٹے نہ کہلاؤ"۔

پس تمام احباب کو چاہیئے کہ وعدے پورے کریں۔ مگر جو باوجود اس قدر سہولت اور آسانی کے نہ وعدہ پورا کریں اور نہ معافی لیں۔ ایسے احباب کے متعلق سوائے اسکے اور کیا صورت ہے کہ آئندہ سال اُن کے وعدے قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے فنانشل سیکرٹری کو یہ ہدایت موصول ہو چکی ہے کہ "تحریک نوٹ کر لے۔ نادہندہ صاحب سے پھر وعدہ نہیں لیا جاویگا"۔ جو لوگ متواتر نادہند ہونے کا جرم کر چکے ہیں۔ نئے سال میں اُن کے وعدے لکھنے سے انکار کر دیا جائے"۔

پس دور اوّل اور دور ثانی میں وعدہ کرنیوالے احباب کو اپنے وعدے وقت کے اندر پورے کرنے چاہئیں۔ تا وہ کہہ سکیں کہ ہم پچھلا بوجھ تو اٹھا چکے۔ اور آئندہ کیلئے طیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

بغیر سرمایہ
گھڑیوں کی تجارت

ہماری دوکان کی گھڑیوں کی نہایت کارآمد و مفید لسٹ تیار ہے۔ حاجتمند احباب کارڈ لکھ کر مفت منگالیں کمیشن ایک گھڑی منگانے پر لسٹ کی مقررہ قیمتوں پر فی روپیہ دو آنے کم ہونگے مگر جو اصحاب بطور کمیشن ایجنٹ زیادہ گھڑیاں منگا کر اپنے ماتحتوں و زیر اثر لوگوں کو دینگے۔ ان سے مزید رعایت کی جائے گی۔ اس طرح گھر بیٹھے مالی فائدہ ہوگا۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ ایسے خریداران سے کچھ رقم پیشگی اور باقی وی پی ملنے کیوقت وصول کر لیں۔

المشتہر منیجر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یوپی

خطبہ نمبر کے خریداروں کو ضروری اطلاع

خطبہ نمبر کے مندرجہ ذیل خریداروں کا چندہ ۲۰ اکتوبر ۳۸ء تا ۲۰ نومبر ۳۸ء کسی تاریخ کو ختم ہے۔ وہ براہ مہربانی ۲۰ نومبر ۳۸ء تک چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ محاسب ارسال فرمائیں۔ بصورت دیگر ۲۰ نومبر ۳۸ء کے بعد کا نکلنے والا خطبہ نمبر ان کے نام وی پی ارسال ہوگا جس کو وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ مینجر الفضل۔

۶ - عمرالدین صاحب	۵۰۱ - محمد حسین صاحب	۶۴۴ - ایم اے رحیم صاحب
۱۳ - ملک عبدالغنی صاحب	۵۱۳ - مولا بخش صاحب	۶۵۲ - محمد سردار خان صاحب
۲۵ - جمال الدین صاحب	۵۳۳ - نذیر احمد صاحب	۶۵۴ - محمد عرفان صاحب
۴۷ - محمد صدیق صاحب	۵۷۳ - مہر پہلوان خان صاحب	۶۵۹ - حفیظ اللہ صاحب
۱۱۸ - مستری فیض محمد صاحب	۵۸۲ - مستری محمد حسین صاحب	۶۶۸ - محمد اسماعیل صاحب
۱۹۲ - نصیرالدین وفیروالدین صاحب	۵۸۷ - علی حسن صاحب	۶۷۲ - غلام محمد صاحب
۲۷۳ - منظور احمد صاحب	۵۸۹ - فضل الحق خان صاحب	۶۷۵ - مستری عبدالرحمان صاحب
۳۰۴ - نور احمد صاحب ذاکر	۵۹۲ - غلام رسول صاحب	۶۷۸ - محمد خان صاحب
۳۰۸ - ایم غلام علی صاحب	۵۹۵ - ڈاکٹر بدھاوے رام صاحب	۶۷۹ - عبدالرحیم صاحب
۳۱۱ - فرمان علی خان صاحب	۶۰۳ قمر محی الدین صاحب	۶۸۸ - اکبر علی صاحب
۳۳۸ - محمد عظیم خان صاحب	۶۰۴ - رحمت علی صاحب	۶۹۴ - سید محمد صاحب
۳۵۶ - حیدر شاہ صاحب	۶۰۶ - محمد خان صاحب	۶۹۹ - محمد ابراہیم صاحب
۳۹۳ - جمال الدین صاحب	۶۰۷ - سردار محمد و عمرالدین صاحب	۷۰۲ - غلام قادر صاحب
۴۱۳ - کلیم اللہ صاحب	۶۰۸ - عبدالخالق صاحب	۷۰۳ - چوہدری نور احمد صاحب
۴۴۰ - بابو محمد علی صاحب	۶۱۹ - مولوی داد صاحب	۷۰۹ - ایم عطاء اللہ خان صاحب
۴۸۰ - فتح خان صاحب	۶۲۶ - شمس الباری صاحب	۷۱۰ - خادم حسین صاحب
۴۸۱ - ایس ایم حبیب صاحب	۶۲۸ بشیر احمد صاحب	۷۱۶ - محمد شفیع صاحب
۴۸۸ - اللہ دتا و امیر دین صاحب	۵۳۹ - محمود احمد صاحب	۷۱۷ - چوہدری محمد دین صاحب برائے عبدالعزیز صاحب چوبارہ والے

وصیت نمبر ۶۱۱۲

186

منکہ چوہدری رحمت خان ولد چوہدری شرف دین صاحب قوم گجر پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال ایکوٹر کینیا کالونی برٹش ایسٹ افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۴/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) پچیس بیگھے زمین بارانی واقعہ کھاریاں ضلع گجرات جو میرے بھائیوں اور میری والدہ کی مشترکہ ملکیت ہے۔ (۲) ایک مکان نیم پختہ واقعہ کھاریاں ضلع گجرات جس کا میں واحد مالک ہوں میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ کہ بوقت وفات جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۱۹۵/۰ شلنگ ماہوار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ جو ماہ بماہ انشاء اللہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

العبد:۔ رحمت خان احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ ملک محمد عثمان احمدی۔
گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد مبلغ مشرقی افریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نارتھ ویسٹرن ریلوے

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے رعائتی کرایہ

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۱۶ جنوری ۱۹۳۹ء تک کارآمد ہونگے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۴ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء تک حسب ذیل شرح کرایہ پر فروخت کئے جائیں گے بشرطیکہ ایک طرف کے سفر کی مسافت ۵۰ میل سے زیادہ ہو۔ یا ۵۰ میل کا رعائتی کرایہ ادا کیا جائے:۔

درجہ اوّل و دوم .... $1\frac{1}{3}$ کرایہ

درمیانہ و سوم .... $1\frac{1}{2}$ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

یہ لیجئے آپ کے گھر کا ڈاکٹر

امرت دھارا ایک عجیب و غریب حفظ ما تقدم تمام بیماریوں کے جراثیم اور دردوں کو دور کرتی ہے۔ روز مرہ کی تمام تکلیفوں مثلاً بدہضمی پیٹ درد۔ دست۔ ہیضہ۔ قے۔ زکام۔ کمر درد۔ سر درد۔ بخار امراض متعدی زہر سے پیدا ہونے والی امراض کے لئے امرت دھارا ایک ہی گھریلو دوائی ہے۔ اسے

ہمیشہ پاس رکھئے!

قیمت فی شیشی ۲؎ نصف شیشی ۱؎ نمونہ ۸ر

امرت دھارا

المشتہر منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ : لاہور

ماں کا خط اپنی بیٹی کے نام

میری نور نظر بچی خدا تم کو سلامت رکھے ابھی دو مہینے باقی ہیں۔ اور تم نے ابھی سے گھبرا گھبرا کر خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اگرچہ پیدائش کی گھڑیاں بہت ہی مشکل ہوتی ہیں۔ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت دوبارہ دنیا میں آتی ہے۔ لیکن میری بچی تمہیں میرے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ تمہارے ابا جان ایسے موقعہ پر مجھے ہمیشہ ڈاکٹر منظور احمد صاحب مالک شفاخانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور سے اکسیر تسہیل ولادت منگا دیا کرتے تھے۔ اس سے بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد کی دردیں بالکل نہیں ہوتیں۔ قیمت بھی اس کی زیادہ نہیں۔ شاید دو روپے آٹھ آنہ (۲؎۸) ہے۔ جو کہ فوائد کے لحاظ سے بالکل حقیر ہے۔ اپنے میاں سے کہکر یہ دوائی ضرور منگوا رکھیں۔

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

مشہور رسالہ

نیرنگ خیال

صرف دو روپیہ سالانہ چندہ

میں سال بھر کے لئے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر جاری کرا لیجئے۔ ورنہ پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئیگا۔ جہاں نیرنگ خیال کی خوبیوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ وہاں اس کے چندہ میں بھی بھاری تخفیف کر دی گئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا آپکا کام ہے نیرنگ خیال کی اشاعت بیس ہزار تک پہنچانے کیلئے یہ اقدام کیا گیا ہے اس وقت ہندوستان کا ایک بہترین رسالہ کم از کم قیمت میں آپکو پیش کیا جا رہا ہے ہر ماہ ۸۰ صفحہ حجم اور بارہ تصاویر دی جائینگی جو ہندوستان کے چھ روپے چندہ والے رسائل بھی پیش نہیں کر سکتے۔ بذریعہ منی آرڈر ۲ روپے بذریعہ وی پی دو روپے پانچ آنے۔

منیجر نیرنگ خیال بیڈن روڈ لاہور

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے [illegible] قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا ۔ ایڈیٹر غلام نبی